سچے مسلمان کا فرض ہے کہ وہ کوشش کرے اور دعائیں کرے کہ وہ صراطِ مستقیم سے بھٹک کر اِدھر اُدھر نہ ہو جائے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱/ مارچ ۱۹۶۹ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ غیر مطبوعہ)

☆ اسلام نے ایک نہایت حسین نظام زندگی قائم کیا ہے۔

☆ سوشلزم میں فردِ واحد کو انفرادی آزادی حاصل نہیں ہو سکتی۔

☆ سوشلزم میں تمام آزادیاں اجتماعی مفادات کے تابع ہیں۔

☆ فردِ واحد کو یہ حق نہیں کہ وہ حقیقی اور غیر مشروط ملکیت کا دعویٰ کرے۔

☆ اسلامی معاشرہ احسان کی بنیاد پر قائم ہے۔

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرہ:۱۱۳)

اس کے بعد فرمایا۔

اسلام نے ایک نہایت ہی حسین نظام زندگی قائم کیا ہے اس لئے جب دنیا میں نظام زندگی کے متعلق مختلف نظریات پیش کئے جائیں تو ہر ایک سچے مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ان نظریات کا مقابلہ اور موازنہ اسلامی نظامِ زندگی سے کرے اور کوشش کرے اور دعائیں کرے کہ وہ صراط مستقیم سے بھٹک کر اِدھر اُدھر نہ ہو جائے۔

اس وقت سوشلزم (Socialism) کا لفظ خاص طور پر زیر بحث آ رہا ہے ہمارے کچھ لیڈر اسلامک سوشلزم (Islamic Socialism) قائم کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور کچھ لوگ وہ ہیں جو ان کے خلاف اپنے غصہ کا اظہار کر رہے ہیں اس لئے آج میں سوشلزم کے متعلق اور اسلام کے قائم کردہ نظامِ زندگی کے بعض پہلوؤں کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

سوشلزم کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے اس کے ایک معنی تو اصطلاحی ہیں اور دوسرے عام لغوی معنی ہیں جن میں یہ لفظ استعمال ہوتا ہے اصطلاحی معنی میں سوشلزم اس نظریہ یا اصول کو کہتے ہیں کہ کسی فردِ واحد کو انفرادی آزادی حاصل نہ ہو بلکہ تمام افراد کی آزادیاں جو ہمارے نزدیک ان کا حق ہے ساری کی ساری اجتماعی مفادات کے تابع کر دی جائیں۔

Socialism principle that individual freedom should be completly subordinated to interests of community.

(The concise Oxford Dictionary)

اس بنیادی اور اصطلاحی معنی کے جو نتائج نکلتے ہیں وہ یہ ہیں کہ تمام ذرائع پیداوار حکومت کی (یا حکمران طبقہ کی) ملکیت ہوں کسی شخص کو یہ حق حاصل نہ ہو کہ وہ اپنی طبیعت کے رجحان کے مطابق آزادانہ طور پر تجارت یا کوئی اور کام کر سکے یا اپنی اُخروی زندگی کو سنوارنے کے لئے وہ اپنے اموال کا ایک حصہ خدا کی راہ میں خرچ کر سکے گویا ہر قسم کی آزادیاں فرد واحد سے چھین کر اجتماعی زندگی کے تابع کر دی جاتی ہیں اور اجتماعی زندگی کیسی ہونی چاہئے؟ اس کا فیصلہ حکمران طبقہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے اس اصطلاحی معنی کے لحاظ سے سوشلزم اور کمیونزم (اشتراکیت) میں کوئی فرق نہیں ہے جیسا کہ خود کمیونسٹ یعنی اشتراکی لیڈروں کا بھی یہی دعویٰ ہے کہ سوشلزم وہ طریق ہے جو ہم کمیونسٹ اختیار کرتے ہیں اس سلسلہ میں ایک تازہ حوالہ میری نظر سے گذرا ہے میں وہ حوالہ دوستوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

ایک روسی ہیں جن کا نام کرنل اے لیانیٹر (Col. A Leontyer) ہے یہ کرنل صاحب روس کے مشہور تنقید کرنے والے لوگوں میں سے ہیں اور روس میں فوجی خیالات کے ترجمان سمجھے جاتے ہیں اُنہوں نے پچھلے دنوں کی اخبار میں ایک نوٹ لکھا تھا اس کے بعض اقتباسات روسی زبان سے انگریزی میں ترجمہ کر کے انگلستان کے ایک رسالہ انٹیلی جنس ڈائجسٹ (Intelligence Digest) نے اپنے فروری ۱۹۶۹ء کے ایشو میں نقل کئے ہیں ان کا ایک چھوٹا سا حصہ اس وقت سنانے کے لئے میں نے لیا ہے میں پہلے انگریزی کے الفاظ پڑھ دیتا ہوں پھر اس کا مفہوم اردو میں بیان کر دوں گا کرنل صاحب لکھتے ہیں۔

In the circumstances any attempts to frustrate the advance of World socialism are doomed to failure...... Our enemies have learned nothing....They are still talking about socialism without communists. But this is just as absurd as sea without water.

ایک لمبا مضمون ہے جو انہوں نے لکھا ہے اور آخر میں انہوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ان حالات میں ساری دنیا میں سوشلزم کے پھیلانے کے لئے جو جدوجہد ہو رہی ہے اس کو ناکام بنانے کی ہر کوشش خود نامراد رہے گی یہی مقدر ہے پھر وہ لکھتے ہیں کہ ہمارے دشمنوں نے ابھی تک کچھ بھی نہیں سیکھا وہ ہمارے متعلق کچھ بھی نہیں جانتے اور نہ ان کے اندازے درست ہو سکتے ہیں۔ ابھی تک وہ اپنی گفتگو میں ایسی باتیں کرتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کمیونسٹوں کے بغیر بھی سوشلزم کو قائم کیا جا سکتا ہے یا کوئی ایسی جگہ یا ملک یا فرقہ ہو سکتا ہے جہاں سوشلزم ہو لیکن اس کی باگ ڈور کمیونسٹوں کے ہاتھ میں نہ ہو ابھی تک

وہ اس قسم کی بیہودہ اور احمقانہ باتیں کرتے ہیں اور اس قسم کے خیالات کا اظہار ایسا ہی احمقانہ ہے جیسے سمندر کا تصور بغیر پانی کے۔ جب ہم سمندر کا لفظ بولتے ہیں تو دماغ میں پانی کا تصور اس کی پوری وسعتوں اور گہرائیوں کے ساتھ آتا ہے اور یہ کرنل صاحب (جن کا ذکر پہلے آ چکا ہے) جو روس کے مشہور نقاد اور وہاں کی فوج کے ترجمان سمجھے جاتے ہیں لکھتے ہیں کہ کمیونسٹوں کے بغیر سوشلزم کا تصور نہیں کیا جا سکتا بالکل اسی طرح جس طرح پانی کے بغیر سمندر کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

ہمارے وہ سیاسی لیڈر جو اسلامک سوشلزم (Islamic Socialism) کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں انہوں نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں بڑی وضاحت سے بتایا ہے کہ وہ سوشلزم کا لفظ ان اصطلاحی معنوں میں استعمال نہیں کرتے بلکہ وہ اس لفظ کو اس کے لغوی معنوں میں استعمال کرتے ہیں یا پھر یہ ان کی اپنی اصطلاح ہے اور لِکُلٍّ اَنْ یَّصْطَلِحَ ہر ایک کا حق ہے کہ وہ اپنے لئے ایک اصطلاح بنائے۔ اب میرا یا آپ کا یہ حق نہیں کہ ہم کسی کے منہ میں وہ بات ڈالیں جو اس کی زبان سے نہیں نکلی اور پھر اس کے خلاف بدزبانی یا سخت گوئی سے اپنی رائے کا اظہار کریں۔ کہنے والے یہ کہتے ہیں کہ اسلامک سوشلزم (Islamic Socialism) میں لفظ سوشلزم ہم اس کے ان اصطلاحی معنی میں استعمال نہیں کرتے جو کمیونسٹوں کے بغیر نہ کسی جگہ رائج ہوا اور نہ رائج ہو سکتا ہے بلکہ ہم اسے اس کے لغوی معنی میں استعمال کرتے ہیں اور اسلامک سوشلزم (Islamic Socialism) سے ہماری مراد یہ ہے کہ اسلام کے بتائے ہوئے قوانین اور اصول کے مطابق انسان انسان میں معاشی اور اقتصادی مساوات پیدا کرنا چاہتے ہیں اگر ان کا یہ دعویٰ ہو تو جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ یہ کہے تم جو مرضی کہو ہم تو اعتراض کرتے چلے جائیں گے تم بے شک یہ کہو کہ ہم اس لفظ کو اس کے اصطلاحی معنی میں استعمال نہیں کر رہے، ہم تمہارے خلاف تقریریں کرتے رہیں گے، مضمون لکھتے رہیں گے۔ یہ طریق تو درست نہیں اور خلاف عقل ہے لیکن اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ میرا آپ کا اور ہر پاکستانی کا یہ حق ہے کہ وہ ان سیاسی رہنماؤں کو ادب کے ساتھ یہ مشورہ دے کہ جب سوشلزم کے لفظ کے استعمال کے نتیجہ میں ذہنوں میں ایک الجھن پیدا ہوتی ہے اور اسلام کے مخالفوں کے دلوں میں ایک امید پیدا ہو سکتی ہے تو آپ اس لفظ کو کیوں استعمال کرتے ہیں جب آپ سوشلزم کا لفظ استعمال کریں گے تو وہ لوگ جو اسلام سے محبت رکھتے ہیں یا اپنے ملک سے محبت رکھتے ہیں ان کے دلوں میں یہ خوف پیدا ہوگا کہ کہیں دشمن اس

لفظ کے استعمال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمارے ملک میں سوشلزم کو اس کے اصطلاحی معنی میں قائم کرنے کی کوشش نہ کرے کیونکہ ہمارا ایک طبقہ اس لفظ کا گرویدہ ہو چکا ہوگا اور اشتراکیوں کے دلوں میں یہ امید پیدا ہوگی کہ آج سوشلزم کا لفظ استعمال کیا گیا ہے کل اس ملک میں اسے اس کے اصطلاحی معنی میں عملی رنگ میں قائم کیا جا سکتا ہے اور وہ اپنی چالیں چلنے لگ جائیں گے اس کے علاوہ اور بھی بہت سی خرابیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔ پس ہم انہیں یہ مشورہ دے سکتے ہیں اور ہمیں مشورہ دینا چاہئے کہ آپ سوشلزم کا لفظ استعمال نہ کریں کیونکہ اس سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے اور اس سے کمزوری پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ ’’اسلام کا سوشوا کنامک سٹرکچر (Soico Econonic Structure)‘‘ ’’اسلام کا اقتصادی اور معاشی انصاف‘‘ اور اس قسم کے اور بہت سارے لفظ ہیں آپ وہ لفظ استعمال کریں تا کسی قسم کی غلط فہمی پیدا نہ ہو اور آپ کو اس میں کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

میرے نزدیک ہمیں کسی کے سوشلزم کے لفظ کے استعمال پر غصہ نہیں آنا چاہئے نیز ہمارے اس مشورہ پر ہمارے ان سیاسی رہنماؤں کو بھی طیش نہیں آنا چاہئے کیونکہ یہ مشورہ انہیں ادب کے ساتھ اور محبت کے ساتھ اور ہمدردی کے ساتھ اور خلوص کے ساتھ دیا جا رہا ہے۔ ایسا لفظ کیوں استعمال کیا جائے جو ہمارے ملک میں اور ہمارے ملک سے باہر غلط فہمیاں پیدا کرنے کا موجب ہوسکے۔

جہاں تک کمیونزم (اشتراکیت) یا سوشلزم یا دوسرے مختلف ازم جن میں کیپٹیل ازم بھی شامل ہے، کا تعلق ہے ان کے متعلق ہم مسلمانوں کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام اس قدر کامل اور مکمل نظام زندگی پیش کرتا ہے کہ دنیا میں معاشی اور اقتصادی مساوات کے قیام کی کوئی انسانی کوشش اس کی ہوا کو بھی نہیں پہنچتی وہ اس کی رفعتوں کے قریب بھی نہیں پھٹکتی۔ اس لئے ہمیں اسلامی نظام زندگی کو سمجھنے اور اس کو قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اسلام کا نظام زندگی جس میں معاشیات اور اقتصادیات بھی شامل ہیں ایک مرکزی نقطہ پر قائم ہے اور وہ ہے ’’اللہ‘‘ اسلام نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ ’’اللہ‘‘۔ تمام صفات حسنہ سے متصف اور اپنی ذات میں اور صفات میں کامل ہے ہمارا پیدا کرنے والا ہے، وہ ہمارا آقا ہے، ہمارا ربّ ہے وہ ہمیں زندگی بخشتا ہے اور ہماری زندگی کو قائم رکھنا بھی اسی کا کام ہے اور ہر چیز اسی کی ملکیت ہے اس لئے ہمیں ہر وقت اس سے ایک زندہ تعلق قائم کرنے کی ضرورت ہے ہر مخلوق کا وہی خالق ہے اور ہر خلق کا کوئی مقصد ہے اور وہ

مقصد یہ ہے اے انسان! کہ ہر چیز کو تیرے لئے پیدا کیا گیا ہے پس کسی فردِ واحد کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ حقیقی اور غیر مشروط ملکیت کا دعویٰ کرے۔ ہر انسان کے پاس جو چیز بھی ہے وہ بطور امانت کے ہے اور اپنی امانتوں کو دیانتداری کے ساتھ ادا کرنا اس کا فرض ہے۔ اسلام نے اللہ تعالیٰ کی تمام ایسی صفات کا ذکر کیا ہے جن کا تعلق مخلوق کے ساتھ ہے اور وہ تشبیہی صفات کہلاتی ہیں۔

اس مرکزی نقطہ یعنی ''اللہ'' کے تصور سے دو خط ممتد ہوئے یعنی دو لکیریں نکلیں ایک خط یا لکیر کو ہم وہ ''صراطِ مستقیم'' کہتے ہیں جو بندے کو خدا تک پہنچاتا ہے یعنی حقوق اللہ کی ادائیگی اور دوسرا وہ خط ہے جو بندہ کو بندہ کے ساتھ اخوت اور محبت اور ہمدردی اور غم خواری اور احسان اور ''ایتاء ذی القربی'' کے رشتوں کے ساتھ باندھتا ہے اسے ہم حقوق العباد کا راستہ کہتے ہیں یعنی وہ راستہ جس پر چل کر اسلام کی تعلیم کے مطابق حقوق العباد حاصل کئے جانے چاہئیں۔ ان دونوں خطوط یا لکیروں کا ذکر اس آیۂ کریمہ میں ہے جو ابھی میں نے تلاوت کی ہے۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اسلامی تعلیم دو حصوں میں منقسم ہو جاتی ہے ایک یہ کہ اللہ کی رضا کے لئے اپنی تمام خواہشات کو ترک کر دیا جائے اور اس کی رضا کے لئے اپنے پر موت وارد کی جائے اور اس سے ایک نئی اخلاقی اور روحانی زندگی حاصل کی جائے۔ اس حصہ کا ذکر مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ میں ہے دوسرا خط یا لکیر جو اس مرکزی نقطہ سے نکلی وہ ''وَهُوَ مُحْسِنٌ'' کا خط یا لکیر ہے اسلام کی مادی تمدنی، معاشی، سیاسی، اقتصادی تعلیم اسی سے تعلق رکھتی ہے۔

احسان کے ایک معنی ہیں خوبصورت بنانا اور دوسرے معنی ہیں نیک عقائد اور نیک تعلیم کا علم حاصل کرنا اور ان پر عمل کرنا۔ انسان کو انسان سے باندھنے والے اس خط کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ ہم نے انسانی معاشرہ کی جو تعلیم دی ہے اگر تم اس پر چلو تو دنیا میں ایک نہایت حسین اور جمیل معاشرہ قائم ہو جائے گا تو اس معاشرہ کی بنیاد احسان پر ہے۔ احسان کے معنی ہیں جتنا حق دوسرے کا مجھ پر ہے میں اسے اس سے زیادہ دوں اور جتنا حق میرا دوسرے پر ہے میں اس سے کم حق اس سے وصول کروں۔ جتنے جھگڑے آج دنیا میں یا آج کل بدقسمتی سے ہمارے ملک میں پیدا ہو گئے ہیں یہ ''احسان'' کی نیگیشن (Negation) یعنی نفی ہے یعنی ہر ایک شخص یہ کہتا ہے کہ مجھے میرے حق سے زیادہ دو یا وہ یوں کہتا ہے کہ جو میرا حق ہے وہ مجھے دو اور جو تمہارا حق ہے وہ میں دینے کے لئے تیار نہیں اور اس طرح فتنہ کا دروازہ کھل گیا ہے۔ اسلام نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ اسلامی معاشرہ احسان کی بنیاد پر قائم ہے یعنی ہر شخص اور ہر گروہ

اپنے حق سے کم وصول کرنے میں بشاشت محسوس کرے اور جو حق دوسرے کے اس پر ہیں اسے اس سے زیادہ دینے میں خوش ہو اگر یہ معاشرہ قائم ہو جائے تو کوئی جھگڑا باقی نہیں رہتا مثلاً قران کریم نے ہر انسان کا یہ حق قائم کیا ہے کہ وہ بھوکا نہیں رہے گا یعنی کم سے کم خوراک جو اس کی زندگی کے قیام اور اس کی صحت کی بحالی کے لئے ضروری ہے وہی اسے ملنی چاہئے اگر قرآن کریم میں صرف اسی قدر بیان ہوتا تو پھر بھی جھگڑا پیدا ہونے کا احتمال تھا کہ معلوم نہیں ابھی ضرورت پوری ہوئی ہے یا نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ انسان کی زندگی کے قیام اور صحت کی بحالی کے لئے جو کم سے کم خوراک درکار ہے اس کو اس سے کچھ زیادہ دو تا کوئی جھگڑا پیدا نہ ہو، بدظنی پیدا نہ ہو، اگر مثلاً ایک کارخانہ دار ایک مزدور کو اس کے حق سے کچھ زائد دینے پر اصرار کرے اور مزدور سے اپنے حق سے کچھ کم لے رہا ہو تو بڑا پرسکون اور اطمینان بخش معاشرہ پیدا ہو جاتا ہے اگر کوئی مزدور اپنے حق سے کچھ لینے پر بھی غصہ میں نہ آئے اور دوسرے کو اس کے حق سے بھی زیادہ دینے کو تیار ہو تو پھر بھی کوئی جھگڑا پیدا نہیں ہوگا یعنی ہر شخص کی یہ خواہش ہونی چاہئے کہ میں نے دوسرے کو اس کے حق سے زیادہ دینا ہے۔ایک سرمایہ دار کی یہ کوشش ہوگی کہ مزدور یا کسان کو اس کے حقوق سے زیادہ مل جائے اور مزدور اور کسان یہ کوشش کریں گے کہ اسلامی تعلیم کے مطابق دوسروں کا اس پر جو حق بنتا ہے ہم اس سے کچھ زیادہ ہی دے دیں تو کوئی حرج نہیں اگر اس بات میں مقابلہ ہو جائے تو بڑا ہی حسین اور اطمینان بخش معاشرہ قائم ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ خالق کل مالک کل کے مرکزی نقطہ سے نکلا ہوا پہلا خط (یعنی حقوق اللہ) جو ہے اس کا بھی ایک اثر اور ایک عکس آپس کے تعلقات پر پڑتا ہے اور اس آیت سے جو میں نے تلاوت کی ہے تین باتوں کا پتہ لگتا ہے جن کی طرف میں مختصراً اشارہ کر دیتا ہوں۔

اصل بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو حقوق بندہ پر ہیں ان کو ادا کیا جائے وہ ہمیں پیدا کرنے والا ہمیں زندگی بخشنے والا، ہمیں قائم رکھنے والا، ہماری ربوبیت کرنے والا، ہمیں استعدادیں بخشنے والا اور ان استعدادوں کو کمال تک پہنچانے والا اور ساری دنیا کو ہماری خدمت پر لگانے والا ہے ہر آن ہمارا ہر ذرہ اس کے احسانوں کے نیچے دبا ہوا ہے ہمیں اس کے شکر گذار بندے کی حیثیت سے زندگی کے دن گذارنے چاہئیں اور جو شخص ان حقوق کی ادائیگی میں اپنے نفس پر ایک موت وارد کرتا اور اپنی خوشیوں کو اس کی رضا کے لئے چھوڑتا ہے اس کے اس فعل کا اثر انسان کے آپس کے تعلقات پر بھی بہت گہرا پڑتا

ہے مثلاً پہلی بات ہمیں ایسے مسلم کے متعلق جو بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ کی تعلیم پر کار بند ہے یہ نظر آئے گی کہ **وہ ایک خوف زدہ دل سے اپنے مخالف کی بات سنے گا اور تحمل سے اس کو جواب دے گا۔** جو شخص خوف زدہ دل کے ساتھ اپنے مخالف کی بات نہیں سنتا اس میں انانیت ابھی باقی ہے اور جو تحمل کے ساتھ اسے جواب نہیں دیتا اس کا نفس ابھی موٹا ہے اس نے ابھی اپنے نفس کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان نہیں کیا۔

دوسرا اثر ان حقوق اللہ کی ادائیگی کے نتیجہ میں انسانی معاشرہ پر یہ پڑتا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو دیانت داری کے ساتھ اور ایثار اور قربانی اور اخلاص کے ساتھ ادا کرنے والے ہیں اور وحدت باری میں گم اور فنا ہیں وہ خشک جھگڑوں میں کبھی نہیں پڑتے وہ سخت گوئی اور بدزبانی کو کبھی اپنا شیوہ نہیں بناتے وہ دوسروں پر وحشیانہ حملے نہیں کیا کرتے ان کو تو ہر وقت اپنی فکر رہتی ہے وہ اپنے نفسوں کی اصلاح میں لگے رہتے ہیں ان کا دل ہر وقت دھڑکتا رہتا ہے کہ کہیں کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جائے کہ جس کے نتیجہ میں وہ اپنے محبوب حقیقی سے سچا تعلق پیدا کرنے میں ناکام ہو جائیں اور اس کے غضب کو مول لے لیں۔ غرض حقوق اللہ کی ادائیگی کے نتیجہ میں باہمی محبت اور پیار اور انکساری اور عاجزی کی فضا پیدا ہوتی ہے اور انسان ایک دوسرے کو کھانے کو نہیں دوڑتا۔ زبانیں تیز نہیں کی جاتیں بلکہ دعائیں دی جاتی ہیں کیونکہ سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ تیسرا اثر جو حقوق اللہ کی ادائیگی کے نتیجہ میں انسانی معاشرہ پر پڑتا ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص کسی کے عقائد اور خیالات اور نظریات کا مخالف ہو وہ اپنے مخالف کی جان اور مال اور عزت کو تباہ کرنے کے پیچھے نہیں پڑتا، اس کا دشمن نہیں بن جاتا اور اسے نابود کرنے کی کوشش نہیں کرتا، وہ تشدد کا نعرہ نہیں لگاتا اور نہ ظالمانہ راہوں کو اختیار کرتا ہے بلکہ انصاف اور خدا ترسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھتا ہے وہ پیار اور محبت سے اپنے نظریات کو قائم کرنا چاہتا ہے اور پیار اور محبت کے ساتھ اپنے حقوق کو لینا چاہتا ہے کیونکہ جو شخص غیر کی جان یا اس کے مال یا اس کی عزت کا دشمن ہوا اس کے دل میں ایک بت ہے وہ خدائے واحد و یگانہ کی پرستش نہیں کر رہا وہ خدا میں ہو کر اپنے حقوق کے حصول کی کوشش نہیں کر رہا وہ اپنے نفس کو اتنا مضبوط اور طاقت ور سمجھتا ہے کہ کہتا ہے کہ جس بات کو میں صحیح سمجھتا ہوں وہ ہونی چاہئے نہیں تو میں دوسرے کی گردن کاٹ دوں گا لیکن وہ شخص جو بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ کی ہدایت کا قائل ہو اور اس پر عمل پیرا ہو وہ اپنے مخالف کے عقائد اور اس کے نظریات کو سن کر اس سے دشمنی کی بجائے محبت

کا سلوک کرتا ہے اور اس کو کاٹنے کی بجائے اس کی مدد کو آتا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ظالم کو ظلم سے روکنے سے اس کی مدد کر۔

(صحیح البخاری کتاب المظلوم باب اَعِنْ اَخَاکَ ظالِمًا اَوْمظلومًا)

پھر دشمنی کہاں رہی پھر تو محبت قائم ہوگئی۔

غرض یہ تین موٹے اثر ہیں جو حقوق اللہ کی ادائیگی کے نتیجہ میں حقوق العباد، باہمی تعلقات اور نظام حیات پر پڑتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم صحیح معنی میں مسلم بن جاؤ اور اپنے پر ایک موت وارد کر کے اپنی ساری خوشیوں کو خدا کی خوشی اور رضا پر قربان کر دو تو اس کے دو نتیجے نکلیں گے، ایک تو حقوق اللہ کی ادائیگی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ سے اجر پاؤ گے دیکھو دنیا میں کوئی ایسا معاشرہ یا کوئی ایسا نظریہ یا کوئی ایسی جدوجہد نہیں جس کا یہ دعویٰ ہو کہ ہم غریب کو اس کا حق دلاتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں ہمیں خدا تعالیٰ کی رضا بھی حاصل ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ سے ہمیں اجر ملے گا۔ کمیونزم کیپیٹل ازم یا دوسرے جو ازم ہیں ان میں یا تو خدا کا تصور نہیں یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جزا ملنے کا تصور نہیں کیپیٹلسٹ اقوام اگرچہ زبانی طور پر اپنے ایک خود تراشیدہ معبود کو مانتی ہیں لیکن وہ یہ دعویٰ نہیں کرتیں کہ اگر ہم نے اقتصادی مساوات قائم کی تو اس کے بدلہ میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یا اپنے محبوب کی طرف سے اجر ملے گا لیکن اسلام یہ کہتا ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے نتیجہ میں سب سے بڑا فائدہ تمہیں یہ ہوگا کہ اس دنیا میں بھی تمہیں ایک جنت مل جائے گی اور اخروی دنیا کے جنت کے بھی تم وارث بنو گے (فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ) پھر جو جنت اس دنیا میں ملے گی اس میں دو خصوصیتیں ہوں گی ایک تو خوف نہیں ہوگا دوسرے حزن نہیں ہوگا۔ جب ہر شخص دوسرے کو اس کے حق سے زیادہ دینے کے لئے تیار ہوگا تو کسی کو یہ ڈر تو نہیں ہوگا کہ میرا حق مارا گیا ہے یا مارا جا سکتا ہے خوف کا تو سوال ہی نہیں رہتا ہر شخص اس کوشش میں ہوگا کہ وہ اپنے بھائی کو اس کے ان حقوق سے کچھ زیادہ دے جو اسلام نے مقرر کئے ہیں اور جب ہر شخص کو اس کے حق سے بھی زیادہ مل جائے گا تو غم کس بات کا؟

خدا کرے کہ یہ جنت ہمارے اس ملک میں بھی اور ہم سب کے لئے بھی قائم ہو جائے۔ ہمیں حقوق سے بھی زیادہ ملنے لگے۔ احسان کی بنیاد پر ہمارا معاشرہ قائم ہو جائے ہمیں کوئی خوف نہ ہو کوئی حزن نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اختیار سے کوئی چیز باہر نہیں۔ (آمین)